خطبہ جمعہ

نشان کی جڑ دعا ہی ہے۔ یہ اسمِ اعظم ہے اور دنیا کا تختہ پلٹ سکتی ہے۔

دعا مومن کا ہتھیار ہے

اللہ جلشانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقبول دعاؤں کے لاتعداد واقعات میں سے چند ایک کا نہایت ایمان افروز اور روح پرور تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۵؍ستمبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۵؍تبوک ۱۳۷۹ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿هُوَالْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ .فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔

(سورة المومن:٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اب جو مضمون جاری ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقبول دعاؤں کا مضمون ہے جس کے بہت سے حصے آپ کے اپنے ہی الفاظ میں ہیں اور بعض دوسروں کے الفاظ میں ان کی روایت کے طور پر بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کا مضمون دراصل بہت ہی لمبا ہے۔ اس کثرت سے آپ کی دعائیں قبول ہوئی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اس کے بیشمار ثبوت ہر جگہ پھیلے پڑے ہیں۔ جماعت احمدیہ دنیا میں جہاں جہاں بھی ہے ان کے خاندانوں میں کوئی نہ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کے نمونوں کا ذکر چلتا ہوگا۔ اس لئے اتنے وسیع مضمون کو سمیٹنا تو بہر حال ممکن نہیں مگر جستہ جستہ بعض قبولیت دعا کے نمونے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "منجملہ اُن نشانوں کے سعد اللہ لودہانوی کی موت ہے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب منشی سعد اللہ لودہانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا اور اپنی نظم اور نثر میں اس قدر اُس نے مجھ کو گالیاں دیں کہ مَیں خیال کرتا ہوں کہ پنجاب کے تمام بدگو دشمنوں میں سے اوّل درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا۔ تب مَیں نے اُس کی موت کے لئے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ میری زندگی میں ہی نامراد رہ کر ہلاک ہو اور ذلّت کی موت سے مرے۔ اس دعا کا باعث صرف اُس کی گالیاں نہیں تھیں بلکہ بڑا باعث یہ تھا کہ وہ میری موت کا خواہاں تھا اور اپنی نظم و نثر میں میرے لئے بددعائیں کرتا تھا اور اپنی سفاہت اور جہالت سے میری تباہی اور ہلاکت کو بدِل چاہتا تھا اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین میرے حق میں اُس کا ورد تھا۔ اور تمنا کرتا تھا کہ مَیں اُس کی زندگی میں تباہ ہو جاؤں اور ہلاک ہو جاؤں اور یہ سلسلہ زوال پذیر ہو جائے اور اس وجہ سے جھوٹا ٹھہروں اور مخلوق کی لعنت کا نشانہ بنوں۔ اور اگرچہ یہ تمنا ہر ایک دشمن میں پائی جاتی ہے کہ وہ میری موت دیکھیں اور اُن کی زندگی میں میری موت ہو لیکن یہ شخص سب سے بڑھ گیا تھا اور ہر ایک بدی کے لئے جب بدقسمت مخالف قصد کرتے تھے تو وہ اس منصوبہ سے پورا حصہ لیتا تھا اور مَیں باور نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مُرسَل کو دی ہوں جیسا کہ اُس نے مجھے دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اُس کی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور اشتہار دیکھے ہوں گے، اُس کو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونے کے لئے اور نیز میری ذلّت اور نامرادی دیکھنے کے لئے کس قدر حریص تھا اور میری مخالفت میں کہاں تک اُس کا دل گندہ ہو گیا تھا۔

پس ان تمام امور کے باعث مَیں نے اُس کے بارے میں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اُس کو نامرادی اور ذلّت کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں چند گھنٹہ میں نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کر گیا...... اور وہ پیشگوئی جس میں مَیں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلّت کے ساتھ میرے روبرو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے......

تُو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ پس مَیں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلّت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔

اور صرف تیری ذلّت پر کچھ حصہ نہیں، خدا تجھے مع تیرے گروہ کے ذلیل کرے گا اور مجھے عزت دے گا یہاں تک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے۔

اے میرے خدا! مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر۔ یعنی جو کاذب ہے، صادق کے رُوبرو اس کو ہلاک کر، اے وہ علیم و خبیر جو میرے دل کو اور میرے اندر کی پوشیدہ باتوں کو دیکھ رہا ہے۔

اے میرے خدا! مَیں تیری رحمت کے دروازے دعا کرنے والوں کے لئے کھلے دیکھتا ہوں۔

پس یہ جو مَیں نے سعد اللہ کے حق میں دعا کی ہے اس کو قبول فرما اور ردّ نہ کر یعنی میری زندگی میں ہی اس کو ذلّت کی موت دے۔" (تتمه حقيقة الوحی. روحانی خزائن جلد ۲۲. صفحه ۴۳۵ تا ۴۴۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی اور سعد اللہ لدھیانوی کی ساری اولاد، تمام نفوس اس سے تعلق رکھنے والے سب دنیا سے مٹ گئے۔ اور ہمیشہ کے لئے ایک نشان بن گیا۔ اس کے متعلق بعض احمدیوں نے بھی تنگ آکر نظموں میں اس کا جواب دینے کی کوشش کی تھی مگر اس کے بیان کی اب یہاں ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کو جواب دے دیا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ (البقرہ:۱۸۷)۔ صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابتِ دُعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔" (ملفوظات جلد ۵. صفحه ۲۰۶. طبع جدید)

پھر ملفوظات میں ہے "اس جگہ ایک لڑکے کو طاعون شدید ہو گئی تھی۔ حضرت نے اس کے واسطے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت دی۔ اس کا ذکر تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا کہ مَیں ہمیشہ غور کرتا رہا ہوں کہ جس شخص کو طاعون کے سبب خون شروع ہو جاوے، وہ کبھی نہیں بچتا، صرف یہی ایک لڑکا دیکھا ہے جو باوجود خون آنے کے پھر بچ گیا۔ فرمایا:- یہ صرف دعا کا نتیجہ ہے اور اُس کا بچنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عبدالکریم کا بچنا تھا جس کے واسطے کسولی سے تار آیا تھا کہ اب اس کی دیوانگی کے آثار نمودار ہونے پر کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اُس کے حق میں ہماری دعا

کو قبول کیا اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ کبھی اس طرح سے بچتا دیکھا یا سنا نہیں گیا۔"

(ملفوظات جلد پانچ۔ صفحہ ۲۰۷۔ طبع جدید)

یہ عجیب شان ہے کہ یہی تجربہ خود مولوی محمد علی صاحب کو بھی ہونا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب کو ایک دفعہ طاعون اس شدت سے ہوئی کہ اس کے سارے آثار ظاہر ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے اطباء نے، جو پاس بیٹھے تھے انہوں نے ہر چارہ کر لیا لیکن بیماری رکنے کے کوئی آثار نہیں تھے۔ آگ لگی ہوئی تھی سارے بدن میں، آخر انہوں نے بڑی عاجزی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیغام بھجوایا کہ اب آپ ہی آئیں اور کچھ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گئے اور ان کی پیشانی پر ہاتھ رکھا کوئی بخار نہیں تھا۔ پھر بھی ڈرے ہوئے تھے۔ آپؑ نے کہا اٹھو۔ بہت ڈرے ہوئے تھے پتہ نہیں اٹھ کے مَیں گر جاؤں گا لیکن بخار کا نام و نشان تک نہیں رہا اور اٹھ کے دو قدم چلے اور پھر خوشی سے بھاگنے لگے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان تو بارش کے قطروں کی طرح ہیں۔

اب ایک دلچسپ روایت سنئے: "ایک دفعہ منشی ظفر احمد صاحب مرحوم نے بیان کیا کہ مَیں اور منشی اروڑا صاحب اکٹھے قادیان آئے ہوئے تھے اور سخت گرمی کا موسم تھا اور چند دن سے بارش رکی ہوئی تھی۔ جب ہم قادیان سے واپس روانہ ہونے لگے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئے تو منشی اروڑا صاحب مرحوم نے حضرت صاحب سے عرض کیا۔ حضرت گرمی بڑی سخت ہے دعا کریں کہ ایسی بارش ہو کہ بس اوپر بھی پانی ہو اور نیچے بھی پانی ہو۔ حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا "اچھا، اوپر بھی پانی اور نیچے بھی پانی"۔ مگر ساتھ ہی میں نے یعنی منشی ظفر احمد صاحب نے ہنس کر عرض کیا کہ حضرت یہ دعا انہی کے لئے کریں میرے لئے نہ کریں۔ ذرا ان ابتدائی بزرگوں کی بے تکلفی کا انداز ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت صاحب سے یوں ملتے تھے جیسے چھوٹے بچے بڑے پیار سے اپنے والدین سے باتیں کرتے ہیں۔ اس پر حضرت صاحب پھر مسکرا دیئے اور ہمیں دعا کر کے رخصت کیا۔

منشی صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت مطلع بالکل صاف تھا اور آسمان پر بادل کا نام و نشان تک نہ تھا مگر ابھی ہم بٹالہ کے رستہ میں یکہ میں بیٹھ کر تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ سامنے سے ایک بادل / اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر چھا گیا اور پھر اس زور کی بارش ہوئی کہ راستے کے کناروں پر مٹی اٹھانے کی وجہ سے جو خندقیں بنی ہوئی تھیں وہ پانی سے لبالب بھر گئیں۔ اس کے بعد ہمارا یکہ جو ایک طرف کی خندق کے پاس چل رہا تھا یکلخت الٹا اور اتفاق ایسا ہوا کہ منشی اروڑا صاحب خندق کی طرف گرے اور مَیں اونچے رستہ کی طرف جا گرا جس کی وجہ سے منشی صاحب کے اوپر اور نیچے سب پانی ہی پانی ہو گیا اور میں بچ رہا۔ چونکہ خدا کے فضل سے چوٹ کسی کو بھی نہیں آئی تھی میں نے منشی اروڑا صاحب کو اوپر اٹھاتے ہوئے ہنس کر کہا لو اوپر اور نیچے پانی کی اور دعائیں کرا لو۔ پھر حضرت صاحب کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے آگے روانہ ہوئے"۔ (اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۶۶،۶۵)

اصحاب احمد میں ایک روایت۔ مکرم ڈاکٹر عطر الدین صاحب بیعت ۱۸۹۹ء بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ مسجد مبارک میں اپنے اصحاب میں رونق افروز تھے۔ خاکسار نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعا کریں۔ حضور علیہ السلام نے اسی وقت مجلس میں میرے جیسے بے کس اور مفلس کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ جس کا اثر مجھے ہمیشہ ہی محسوس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی روپیہ کمایا، خدمت دین کی بھی توفیق ملی، نیک خاندان میں شادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی عطا کی اور اب درویشی کے دور میں قادیان میں رہنے کا موقع عطا فرمایا ہے۔ (اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۲۴۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کا ایک اور واقعہ جو حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ بیان کرتے ہیں۔

"۱۹۰۶ء کا واقعہ ہے کہ میرا لڑکا عبدالرحمٰن نامی جو ہائی سکول میں ساتویں جماعت میں تعلیم پاتا تھا ماہ مئی میں بعارضہ بخار محرقہ و سرسام تین چار دن بیمار رہ کر قادیان میں فوت ہو گیا۔ اس وقت مَیں فیض اللہ چک میں تھا کیونکہ مَیں اس وقت ملازم تھا اور رخصت پر گھر آیا ہوا تھا۔ فیض اللہ چک میں اس کی بیماری کی خبر پہنچی تو مَیں فوراً قادیان آ گیا۔ علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے تھے۔ میں بچے کی حالت دیکھ کر حضور کے گھر پہنچا۔ دستک دی، حضور باہر تشریف لائے۔ میں نے بچے کی حالت سے اطلاعاً عرض کی۔ حضور فوراً اندر تشریف لے گئے اور چار پانچ گولیاں لا کر مجھے عنایت فرمائیں اور فرمایا کہ ابھی جا کر ایک گولی پانی میں گھول کر دے دو اور پھر مجھے اطلاع دو۔ میں دعا بھی کروں گا۔

چنانچہ میں نے اسی وقت آ کر گولی پانی میں گھسائی اور بچے کو دی۔ چونکہ بچے کی حالت نازک ہو چکی تھی گولی اندر ہی نہ گئی بلکہ منہ سے ادھر اُدھر نکل گئی اور بچہ فوت ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور میں نے نعش کو فیض اللہ چک لے جانے کی اجازت طلب کی جو دے دی گئی۔ مَیں اور دیگر احباب جو میرے ساتھ موجود تھے واپس فیض اللہ چک گئے۔ میں پھر آمدہ جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان آیا۔ حضور مسجد مبارک کے محراب میں جو کھڑکیاں درمیان میں موجود تھیں وہاں تشریف فرما تھے۔ جب سیڑھیوں سے مسجد میں گیا تو حضور کی نظر شفقت مجھ پر پڑ گئی تو فرمایا کہ آگے آ جاؤ۔ وہاں پر بڑے بڑے ارکان حضور کے حلقہ نشین تھے۔ حضور کا فرمانا تھا کہ سب نے میرے لئے رستہ دے دیا۔ حضور نے میرے بیٹھتے ہی فرمایا مَیں نے معلوم کیا ہے کہ آپ نے اپنے بچے کی وفات پر بڑا صبر کیا ہے۔ میری کمر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا مَیں نعم البدل کے واسطے دعا کروں گا۔ چنانچہ اس کا نعم البدل حضور کی دعا سے مجھے لڑکا ہوا جس کا نام فضل الرحمٰن حکیم ہے جو اس وقت بحیثیت مبلغ گولڈ کوسٹ سالٹ پانڈ اور لیگوس میں تبلیغ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کو بھی سچی قربانی کی توفیق بخشے اور سلسلہ کا سچا خادم و مبلغ ہووے"۔

(اصحاب احمد جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۱، ۲۶۲)

اب دیکھیں غانا میں بھی کثرت سے لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ کس طرح حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب حکیم نے ایک لمبے عرصے وہاں بڑی مشکلات میں خدمت سرانجام دی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔

"حافظ نبی بخش صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ بوجہ کمزوری نظر حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس علاج کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا کہ شاید موتیا اترے گا۔ میں نے دو اور ڈاکٹروں سے بھی آنکھوں کا معائنہ کرایا سب نے یہی کہا کہ موتیا اترے گا تب میں مضطرب و پریشان ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حال عرض کر دیا۔ حضورؑ نے الحمد للہ پڑھ کر میری آنکھوں پر دست مبارک پھیر کر فرمایا "میں دعا کروں گا" اس کے بعد نہ وہ موتیا اترا اور نہ ہی وہ کم نظر رہی۔" (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۳، ۲۴، روایت نمبر ۲)

ایک اور روایت میں حضرت حافظ حامد علی صاحب جو پہلی بار ۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان کسی وقت قادیان تشریف لائے تھے - قادیان سے واپس جا کر آپؓ خطرناک پیچش سے علیل ہو گئے اور جلد ہی دوبارہ قادیان آ گئے جہاں حضرت اقدس علیہ السلام کے علاج اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی - اس کے بعد آپؓ نے حضرت اقدسؑ کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا تو حضور علیہ السلام نے آپؓ کی تنخواہ ایک روپیہ مقرر فرمائی - حضرت حافظ صاحبؓ فرمایا کرتے تھے "اس ایک روپیہ میں میں نے جو برکت دیکھی ہے اس کے بعد کی زندگی میں بڑی بڑی ملازمتوں میں بھی اس برکت کو نہ پایا......" (اصحاب احمد جلد ۱۳۔ صفحہ ۳ تا ۶)

حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے ایک چھوٹے بھائی حضرت منشی زین العابدین صاحبؓ کی منگنی آپؓ کے احمدیت کی طرف میلان کے باعث ٹوٹ گئی - پھر آپؓ کی پھوپھی نے اپنی بیٹی کا رشتہ آپؓ کے لئے پیش کیا تو آپؓ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لڑکی کے سارے حالات عرض کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ وہ بچپن میں مٹی کھایا کرتی تھی - حضورؑ نے فرمایا کہ جو عورتیں بچپن میں مٹی کھاتی ہیں وہ فطرتاً کمزور ہوتی ہیں اور ان کی اولاد بھی کمزور ہوتی ہے - لیکن جب آپؓ نے اصرار کے ساتھ حضورؑ سے اجازت چاہی تو فرمایا "کر لو، لیکن اولاد کمزور ہو گی"۔

آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ویسا ہی ہوا جیسا حضورؑ نے فرمایا تھا اور بیوی کو اٹھرا کی بیماری تھی اور یکے بعد دیگرے چار لڑکے فوت ہو گئے، علاج سے بھی افاقہ نہ ہوا تو میں نے حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا حال عرض کر کے کہا کہ غریب آدمی ہوں اور علاج نہیں کروا سکتا - حضورؑ نے دریافت فرمایا "پھر کیا چاہتے ہو؟" - عرض کیا "آپؑ دعا کریں" - اِس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور ظہر سے عصر کی اذان تک مسلسل رو رو کر دعا کی، آپؑ کے آنسو داڑھی مبارک سے ٹپکتے رہے اور میں تھک کر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا رہا اور سوچنے لگا کہ میں نے آپؑ کو اس قدر کیوں تکلیف دی - اگر اولاد نہ ہوتی تب بھی کوئی حرج نہیں تھا مگر آپؑ کو اتنی تکلیف ہرگز نہیں دینی چاہئے تھی - آپؑ نے دعا ختم کی اور فرمایا کہ اٹھرا کی بیماری دور ہو گئی ہے - اِس حمل میں لڑکا ہو گا، آپ کی بیوی اور بچے کی شکل مجھے دکھائی گئی ہے -...... چنانچہ حضورؑ کی دعا کے بعد سے اب تک کوئی بچہ فوت نہیں ہوا اور چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں -

(اصحاب احمد جلد ۱۳۔ صفحہ ۹۴، ۹۵)

حضرت منشی زین العابدین صاحبؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شدید کھانسی کی حالت میں قادیان آ کر حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ چھ ماہ سے کئی علاج کروائے ہیں لیکن فائدہ نہیں ہوا - آپؑ اُس وقت کمرے میں ٹہل رہے تھے، پوچھا "امیرانہ علاج کرانا ہے یا غریبانہ" - عرض کیا جیسے

مناسب سمجھیں۔ فرمایا "زمیندار بالعموم غریب ہی ہوتے ہیں، اچھا آپ علاج کے لئے کتنے پیسے لائے ہیں؟"۔ عرض کی پانچ روپے۔ فرمایا "لاؤ"۔ میں نے دے دیئے۔ فرمایا "جاؤ اب آپؓ کو کبھی کھانسی نہ ہوگی"۔ میں نے بے تکلفی سے عرض کیا "کیا آپؑ کے پاس کوئی جادو ہے؟"۔ فرمایا "میں جو کہتا ہوں اب بیماری نہیں ہوگی"۔ پھر حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ سے فرمایا "گاؤں کے لوگوں کو تسلی نہیں ہوتی جب تک ان کو دوا نہ دی جائے"۔ پھر دھیلے کی ملٹھی، دھیلے کی الائچی اور دھیلے کا منقہ منگوایا اور خود گولیاں بنا کر دیں اور پانچ روپے بھی مجھے واپس دیتے ہوئے فرمایا "آپ کی کھانسی تو دور ہو چکی ہے ان پانچ روپوں کا گھی استعمال کرو موٹے بھی ہو جاؤ گے"۔ (اصحاب احمد جلد ۱۳۔ صفحہ ۹۶،۹۷)

حضرت صاحبزادہ سراج الحق نعمانی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار نزلہ کی ایسی شدید شکایت ہوئی کہ چار برس تک ختم نہ ہوئی۔ دودھ پینا اور خوشبو سونگھنا تو زہر بن جاتا تھا۔

بعض لوگوں کو دودھ کی الرجی ہوتی ہے اور بکثرت میرے پاس ایسے مریض آتے ہیں۔ بچے بھی خاص طور پر کہ دودھ پیتے ہی شدید چھینکیں اور نزلہ شروع ہو جاتا ہے۔

فرماتے ہیں دودھ پینا اور خوشبو سونگھنا تو زہر بن جاتا تھا۔ ایک روز بعد نماز عشاء مسجد مبارک کی شہ نشین پر حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ حضورؑ نے دودھ طلب فرمایا اور ایک گھونٹ پی کر گلاس حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ "پی لو"۔ آپؓ نے اپنی بیماری کا عرض کیا تو فرمایا "خیر پی بھی لو، کاہے کا زکام وکام"۔ اس پر آپؓ نے اُسی وقت دودھ سے بھرا سارا گلاس پی لیا اور آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اُس کے بعد پھر کبھی نزلہ نہیں ہوا۔ (تذکرۃ المہدی حصہ اوّل مؤلفہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ صفحہ ۱۰،۱۱)

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

"ایک دفعہ حضور سیر سے واپس آرہے تھے، ہم حضورؑ کے ہمراہ تھے۔ ایک شخص کو حضور کا منتظر فرمایا۔ وہ بے تحاشا حضورؑ کی طرف دوڑا اور حضورؑ کے قدم پکڑنا چاہے حضورؑ نے اسے پکڑا اور سیدھا کھڑا کر کے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ میری زندگی موت سے بدتر ہے، آپؑ دعا کریں کہ مجھے اس زندگی سے نجات مل جائے۔ حضورؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ خدا نے تو مجھے زندہ کرنے کیلئے بھیجا ہے، مارنے کیلئے تو نہیں بھیجا۔ میں آپ کی صحت کے لئے دعا کروں گا۔ وہ شخص مرگی کے ظالم مرض میں مبتلا تھا۔ اسکے بعد وہ بیس دن قادیان میں ٹھہرا رہا لیکن اس پر مرض کا کوئی حملہ نہیں ہوا۔ پھر وہ بیعت کر کے گیا۔ بعد ازاں دو سال تک کبھی نہ کبھی اس سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہا اور وہ یہی بتاتا تھا کہ اس کے بعد مجھ پر اس مرض کا کبھی حملہ نہیں ہوا۔ (اصحاب احمد جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۲۳۹)

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے قادیان ہجرت کر آنے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح آٹھ بجے کے قریب ہم آٹھ نو افراد کے ہمراہ موضع بسراواں کی طرف سیر کیلئے نکلے۔ راستہ میں ایک دیہاتی کو جس نے کندھے پر گنے اٹھائے ہوئے تھے اپنی طرف آتا دیکھ کر ٹھہر گئے۔ اس نے قریب آکر کہا: مرزا جی السلامُ علیکم۔ اُس نے گنے زمین پر ڈال دیئے اور پنجابی میں کہا کہ بارش کی کمی کی وجہ سے کنوؤں کا پانی سوکھ گیا ہے، مویشی بھوکے پیاسے مرنے لگے ہیں، فصل تباہ ہو گئی ہے، گنے میں دیکھئے رس نہیں رہا۔ آپ بارش کے لئے دعا کریں۔ فرمایا: اچھا ضرور کروں گا۔ اور حضور روانہ ہو گئے اور اُس نے کہا کہ گنے میں آپ کے گھر چھوڑ آتا ہوں۔ یعنی ان میں رس نہیں تھا وہ خود دیکھ لیں۔ کوئی دو بجے بعد دوپہر ایک بادل ظاہر ہوا اور دیکھتے دیکھتے پورے آسمان پر چھا گیا اور خوب زور سے بارش ہوئی اور اسی وجہ سے مجھے رات قادیان میں ٹھہرنا پڑا۔ (اصحاب احمد جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۲۳۹)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہمارے نانا ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی ایک روایت بیان کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھے تین مہینے کی رخصت لے کر مع اہل و اطفال قادیان میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں میں ایسا اتفاق ہوا کہ والدہ ولی اللہ شاہ کے دانت میں سخت شدت کا درد ہو گیا جس سے ان کو نہ رات کو نیند آتی تھی نہ دن کو۔ ڈاکٹر علاج بھی کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بھی دوا دی مگر آرام نہ آیا۔ حضرت ام المومنین نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی بیوی کو دانت میں سخت درد ہے اور آرام نہیں آتا۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کو یہاں بلائیں کہ وہ مجھے بتائیں کہ انہیں کہاں تکلیف ہے۔ چنانچہ انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے اس دانت میں سخت تکلیف ہے۔ ڈاکٹری اور مولوی صاحب کی بہت دوائیں استعمال کی ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

آپ نے فرمایا کہ آپ ذرا ٹھہریں۔ چنانچہ حضور نے وضو کیا اور فرمانے لگے کہ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ آرام دے دے گا، گھبرائیں نہیں۔ حضور نے دو نفل پڑھے اور وہ خاموش بیٹھی رہیں اتنے میں انہیں محسوس ہوا کہ جس دانت میں درد ہے اس دانت کے نیچے سے ایک شعلہ قدرے دھوئیں والا دانت کی جڑ سے نکل کر آسمان کی طرف جاتا ہے اور ساتھ ہی درد کم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ شعلہ آسمان تک جا کر نظر سے غائب ہو گیا تو تھوڑی دیر بعد حضور نے سلام پھیرا۔ وہ درد رفع ہو چکا تھا۔ حضور نے فرمایا کیوں جی اب آپ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور کی دعا سے آرام آگیا اور ان کو بڑی خوشی ہوئی کہ خدا نے ان کو اس عذاب سے بچا لیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۶۲،۲۶۳ روایت نمبر ۸۸۴)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل میں مَیں نوگاؤں میں پٹواری ہوتا تھا اور میری پچپن روپے سالانہ تنخواہ تھی مگر میں نے ایک اور پٹواری کے ساتھ مل کر جو تحصیل پائل میں ہوتا تھا اپنا تبادلہ تحصیل پائل میں کروا لیا لیکن وہاں جانے کے بعد میرا دل نہیں لگا اور میں بہت گھبرایا کیونکہ وہ ہندو جاٹوں کا گاؤں تھا جہاں کوئی مسجد نہیں تھی اور نوگاؤں میں جس کو میں چھوڑ آیا تھا مسجد تھی۔ مَیں نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ یہاں میرا دل بالکل نہیں لگتا۔ حضور دعا کریں کہ مَیں پھر نوگاؤں میں چلا جاؤں اور بڑی بے قراری سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا جلدی نہیں کرنی چاہئے اپنے وقت پر یہ سب کچھ خود بخود ہو جائے گا۔

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ غوث گڑھ میں ہو گیا۔ یہاں میرا اتنا دل لگا کہ نوگاؤں کی خواہش دل سے نکل گئی اور میں نے حضرت کے فرمان کی تاویل کر لی کہ چونکہ غوث گڑھ بھی مسلمانوں کا گاؤں ہے اور اس میں مسجد ہے اور یہاں میرا دل بھی خوب لگ گیا ہے اس لئے حضرت کے فرمان کے یہی معنی ہونگے جو پورے ہو گئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد نوگاؤں کا حلقہ خالی ہوا اور تحصیل دار نے میری ترقی کی سفارش کی اور لکھا کہ ترقی کی یہ صورت ہے کہ مجھے علاوہ غوث گڑھ کے نوگاؤں کا علاقہ بھی جو وہ بھی پچپن روپے سالانہ کا تھا دے دیا جائے اور دونوں حلقوں کی تنخواہ یعنی ایک سو دس روپے مجھے دی جائے۔ یہ سفارش مہاراج سے منظور ہو گئی اور اس طرح میرے پاس غوث گڑھ اور نوگاؤں دونوں حلقے آگئے اور ترقی بھی ہو گئی۔

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا خاص اقتداری فعل تھا ورنہ نوگاؤں غوث گڑھ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور درمیان میں کئی غیر حلقے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے اور غوث گڑھ کے احمدی بھی اس وقت دنیا میں بکثرت پھیلے پڑے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ تمام دیہات ریاست پٹیالہ میں واقع ہیں۔ (سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر ۱۶۴ صفحہ ۱۷۹)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ایک غیر معمولی ولادت کا نشان۔ فرماتے ہیں بیان کیا مجھ سے منشی عطا محمد پٹواری نے کہ جب میں غیر احمدی تھا اور ونجواں ضلع گورداسپور میں پٹواری ہوتا تھا تو قاضی نعمت اللہ صاحب خطیب بٹالوی جن کے ساتھ میرا ملنا جلنا تھا مجھے حضرت کے متعلق بہت تبلیغ کیا کرتے تھے مگر میں پرواہ نہیں کرتا تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت تنگ کیا۔ میں نے کہا اچھا میں تمہارے مرزا کو خط لکھ کر ایک بات کے متعلق دعا کراتا ہوں۔ اگر وہ کام ہو گیا تو میں سمجھ لوں گا کہ وہ سچے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے حضرت صاحب کو خط لکھا کہ آپ مسیح موعود اور ولی اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور ولیوں کی دعائیں سنی جاتی ہیں، آپ میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے خوبصورت صاحبِ اقبال لڑکا جس بیوی سے چاہوں عطا کرے اور نیچے مَیں نے لکھ دیا کہ میری تین بیویاں ہیں مگر کئی سال ہو گئے آج تک کسی کی اولاد نہیں ہوئی۔ مَیں چاہتا ہوں کہ بڑی بیوی کے بطن سے لڑکا ہو۔

حضرت صاحب کی طرف سے مجھے مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم کا ہاتھ کا لکھا ہوا خط گیا کہ "مولا کے حضور دعا کی گئی، اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند ارجمند، صاحبِ اقبال خوبصورت لڑکا جس بیوی سے آپ چاہتے ہیں عطا کرے گا"۔ یہ دعا نہیں کہ عطا کرے، "عطا کرے گا مگر شرط یہ کہ آپ زکریا والی توبہ کریں"۔ حضرت زکریا والی توبہ سے مراد یہ ہے کہ آپ نے کلیتہً اللہ کی طرف انابت اختیار کر لی تھی اور ایسی حالت میں کہ ناممکن تھا کہ ان کی بڑھیا بیوی سے بچہ ہو سکے، آپ نے تمام تر توکل اللہ پر کیا تو اس سے مراد ہے زکریا والی توبہ۔

منشی عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں ان دنوں سخت بے دین اور شرابی کبابی، راشی مرتشی ہوتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے جب مسجد میں جا کر ملّاں سے پوچھا کہ زکریا والی توبہ کیسی تھی تو لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ شیطان مسجد میں کس طرح آگیا مگر وہ مُلّاں مجھے جواب نہ دے سکا۔ پھر میں نے دھرم کوٹ کے مولوی فتح دین مرحوم احمدی سے پوچھا تو انہوں نے کہا "زکریا والی توبہ بس یہی ہے کہ بے دینی چھوڑ دو"۔

اب انہوں نے اس توبہ کی غلط تشریح کی ہے۔ نعوذ باللہ حضرت زکریا میں تو کوئی بے دینی نہیں تھی مگر انہوں نے اپنی طرف سے یہی تاویل کر لی۔ "حلال کھاؤ، نماز روزہ کے پابند ہو جاؤ"۔ اب حضرت زکریا سے زیادہ کون حلال کھاتا تھا اور نماز روزہ کا پابند تھا۔ شراب چھوڑ دی۔ اب یہ شراب

انہوں نے کہا یہ بھی چھوڑ دو۔ نعوذ باللہ من ذلک حضرت زکریا بھی گویا شراب پیتے تھے۔ تو اصل بات وہی ہے کہ صرف انابت الی اللہ مراد ہے۔ رشوت بھی ترک کردی اور صلوٰۃ و صوم کا پابند ہو گیا۔

چار پانچ ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ مَیں ایک دن گھر گیا تو اپنی بڑی بیوی کو روتے ہوئے پایا۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ پہلے مجھ پر یہ مصیبت تھی کہ میرے اولاد نہیں ہوتی تھی، آپ نے میرے پر دو بیویاں کیں اس کی بھی مصیبت آئی۔ اب یہ مصیبت آئی ہے کہ میرے حیض آنا بند ہو گیا ہے گویا اولاد کی کوئی امید ہی باقی نہیں رہی۔ ان دنوں میں اس کا بھائی امرتسر میں تھانیدار تھا۔ چنانچہ اس نے مجھے کہا کہ مجھے میرے بھائی کے پاس بھیج دو کہ علاج کراؤں۔ مَیں نے کہا وہاں کیا جاؤ گی یہیں دائی کو بلا کر دکھلاؤ اور اس کا علاج کراؤ۔ چنانچہ اس نے دائی کو بلوایا اور کہا مجھے کچھ دوا وغیرہ دو۔ دائی نے سرسری دیکھ کر کہا میں تو دوائی نہیں دیتی نہ ہاتھ لگاتی ہوں کیونکہ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تیرے اندر بھول گیا ہے۔ خدا تیرے اندر بھول گیا ہے یعنی اللہ نے بھول کر تجھے اولاد دے دی ہے۔ مَیں نے کہا ایسا نہ کہو بلکہ میں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی تھی۔

پھر منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد حمل کے آثار ظاہر ہو گئے اور مَیں نے اردگرد سب کو کہنا شروع کیا کہ دیکھ لینا کہ میرے لڑکا پیدا ہو گا اور ہو گا بھی خوبصورت۔ مگر لوگ بڑا تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ایسا ہو گیا تو واقعی بڑی کرامت ہے۔ آخر ایک دن رات کے وقت لڑکا پیدا ہوا اور خوبصورت ہوا۔ اسی وقت دھرم کوٹ بھاگا گیا جہاں میرے کئی رشتہ دار تھے اور لوگوں کو اس کی پیدائش سے اطلاع دی۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ اس بچے کو اٹھا کر میں اسی حالت میں دھرم کوٹ لے گیا اور اس دائی نے جس نے پیدائش کروائی تھی اس نے منتیں کیں کہ مر جائے گا، سردی ہے، کپڑا بھی نہیں ابھی اس پہ لپیٹا۔ اس نے کہا یہ نہیں مرتا، جو ہو جائے یہ حضرت مرزا صاحب کی دعا کا نشان ہے، کسی قیمت پر نہیں مرے گا، بڑا ہو گا۔ چنانچہ کئی لوگ اسی وقت بیعت کے لئے قادیان روانہ ہو گئے مگر بعض نہیں گئے۔ اور پھر اس واقعہ پر ونجواں کے بھی بہت سے لوگوں نے بیعت کی اور مَیں نے بھی بیعت کر لی اور لڑکے کا نام عبدالحق رکھا۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۲۲۱، ۲۲۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب کے رشتہ کا انتظام ہو گیا ہے۔ یہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی روایت ہے چنانچہ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بیان کیا کہ جب میری پہلی بیوی فوت ہو گئی تو مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا میں دعا کروں گا۔ بعض دوستوں نے کہا آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہئے کہ حضور آپ کے لئے رشتہ کا انتظام فرمائیں۔ مَیں نے جواب دیا کہ مَیں نے دعا کے لئے عرض کر دیا ہے انشاء اللہ آسمان سے ہی انتظام ہو جائے گا۔

ابھی بیس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے پاس گجرات کے ضلع سے ایک خط آیا کہ حافظ صاحب سے دریافت کریں کہ اگر رشتہ کی ضرورت ہے تو ایک رشتہ موجود ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے بغیر میرے پوچھنے کے اپنی طرف سے خط لکھ دیا کہ ہم کو منظور ہے اور مجھے فرمانے لگے کہ آپ کی شادی کا انتظام ہو گیا ہے۔ مَیں نے پوچھا حضور کہاں؟۔ فرمایا آپ کو اس سے کیا۔ آخر وہ معاملہ جناب الٰہی نے نہایت خیر و خوبی سے تکمیل کو پہنچایا اور ہمارے لئے نہایت بابرکت ثابت ہوا۔ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۱۸ روایت نمبر ۶۲۹)

حضرت مولوی رحمت علی صاحب آف پھیروچچی کا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آموں کا باغ بعض غیر از جماعت دوستوں نے پھل پر خرید رکھا تھا- اس سال خشک سالی تھی اور پھل زیادہ گرنے کے باعث سخت نقصان ہو رہا تھا- ایک دن اُنہوں نے مجھے خاص طور پر کہا کہ اپنے مرشد سے بارش کے لئے دعا کرائیں- چنانچہ اُسی روز جب حضرت صاحب عصر کے بعد باغ میں تشریف لائے تو میں نے دعا کے لئے عرض کی- یہ سنتے ہی آپؑ نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کرنے کے فوراً بعد فرمایا واپس گھر چلو حالانکہ آپؑ شام تک چہل قدمی کیا کرتے تھے- خاکسار نے صاحبزادی کو اٹھایا ہوا تھا، میں بھی آپؑ کے پیچھے چل پڑا- اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ ابھی آپؑ اور حضرت اماں جانؓ الدّار میں داخل ہی ہوئے تھے کہ معمولی سی بدلی سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور نالیاں پانی سے بھر کر بہنے لگ گئیں- یہ بھی خدا تعالیٰ کی شان تھی- بارش رُکنے پر جب میں واپس باغ والوں کے پاس خوشی خوشی گیا تو وہ سب کھڑے ہو گئے اور یک زبان ہو کر کہنے لگے کہ اگر ہمیں پہلے پتہ ہوتا کہ آپ کے پیر و مرشد خدا تعالیٰ کے اتنے پہنچے ہوئے ہیں تو ہم اپنے اس قدر نقصان سے قبل ہی دعا کی درخواست کر دیتے- "میرے والدین"۔ صفحہ ۱۶، ۱۷۔ مؤلفہ احسان الٰہی صاحب)

حضرت چودھری عمر بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مونگ ضلع منڈی بہاؤالدین) اپنی بیعت کا ذکر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب میں اپنے گاؤں سے نکلا تو میرے کنبہ والے بہت جوش و خروش میں آئے اور ایک طرح اُن کے گھر ماتم پڑ گیا- وہ میری تلاش میں ہاتھوں میں لاٹھیاں لئے ہوئے نکلے- مجھے معلوم ہوا کہ میرے مارنے کے لئے پیچھے لگے آ رہے ہیں تو میں ایک گیہوں کے کھیت میں جا چھُپا- وہ میرے متعلق باتیں کرتے ہوئے کھیت کے پاس سے گزر گئے اور میں اُن کی باتیں سنتا تھا لیکن انہوں نے مجھے نہ دیکھا اور جا کر اسٹیشن پر تلاش کیا اور مجھے نہ پا کر آخر خائب و خاسر واپس لوٹے-

جب وہ اس کھیت کے پاس سے جس میں میں چھُپا ہوا تھا گزر گئے تو میں اس کھیت سے نکل کر پہلے اسٹیشن منڈی بہاؤالدین (جہاں سے میں نے سوار ہونا تھا) اور دوسرے اسٹیشن چیلیانوالہ کو چھوڑتا ہوا تیسرے اسٹیشن ڈنگہ پر جا پہنچا اور وہاں سے پھر سوار ہو کر قادیان پہنچا- جب میں قادیان پہنچا تو اُن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام باغ میں رہتے تھے- میں نے عصر کی نماز کے بعد حضرت اقدس کے دست مبارک پر بیعت کی- جب بیعت کر چکا تو عرض کیا کہ مجھے دیر سے ورم طحال ہے اس کے لئے آپؑ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس مرض سے مجھے شفا دے۔ مرض طحال غالباً تلی کے سوجنے کا مرض ہے جو بڑا مہلک ہوتا ہے- آپؑ نے وہاں ہاتھ لگایا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے بہت دیر تک دعا کی۔ جونہی حضرت صاحب نے دعا ختم کر کے اپنے ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر ملے اور میں نے اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر ملا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ اثنائے دعا میں ہی میرے پیٹ سے کوئی تلّی نکال کر لے گیا اور ورم وغیرہ سب کچھ جاتا رہا- اور فوراً شفا ہو گئی- اُس دن سے پندرہ سال ہوئے آج تک مجھے پھر مرض طحال نہیں ہوئی- (اخبار الحکم قادیان، ۲۱/ اپریل ۱۹۲۰ء۔ صفحہ ۱، ۲)

حضرت میاں سراج الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف سمبڑیال ضلع سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار اور اخویم حسن محمد خاں صاحب ۱۹۰۶ء میں اپنے ملازمین کو لاہور چھوڑ کر زیارت کے لئے قادیان گئے- دوسرے دن دوپہر کے وقت ہم نے ایک صاحبزادہ صاحب کی معرفت حضرت اقدس سے اجازت چاہی- آپؑ اُسی وقت باہر دروازہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا عصر پڑھ کر نہ جاؤ گے؟ ہم نے آدمیوں کا اور گاڑی کے وقت کا عذر پیش کیا تو فرمایا اچھا جاؤ اور مصافحہ کیا اور رخصت دی۔ لیکن خدا کی حکمت اور حضرت صاحب کے خلافِ منشاء چلنے سے چند گھنٹوں کی دیر جو ہم برداشت نہ کر سکتے تھے، اس کی بجائے ہمیں دنوں کیا مہینوں خراب ہونا پڑا-

حضرت میاں سراج الدین صاحبؓ نے آگے چل کر اپنے آئندہ سفر کی دردناک تفصیلات پر روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بٹالہ جاتے ہوئے گاڑی کتھوننگل سے بھی نکل گئی چنانچہ رات بٹالہ سٹیشن پر گزارنی پڑی اور دونوں چودہ گھنٹہ بعد لاہور پہنچے- یہاں سے بمبئی کا ٹکٹ لیا- سفر شروع کیا تو احمد آباد اسٹیشن پر چھوٹے بھائی کا نصف ٹکٹ لینے پر پکڑے گئے- پھر بمبئی پہنچے تو بیمار ہو گئے- بمبئی سے کپڑا خرید کر پونا کے قریب فروخت کے لئے پہنچے تو وہاں طاعون کی وجہ سے گاؤں والوں نے دونوں کو نکال دیا۔ یہ لمبی روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر بات میں، ہر سفر میں ناکامی ہوتی رہی یہاں تک کہ آخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم حضور کی حکم عدولی کا بہت دکھ اٹھا چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ہمارے لئے دعا کی اور وہ سارا مال جو ضائع ہو رہا تھا آخر وہ سارا فروخت ہو گیا اور کم سے کم ہمارا رأس المال پورا ہو گیا ورنہ بہت بڑے نقصان کا اندیشہ تھا۔

(روزنامہ "الفضل" ربوہ، ۳۰/ جولائی ۱۹۹۸ء)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباس دعا کے تعلق میں کہ دعا چیز

کیا ہے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"نشان کی جڑ دعا ہی ہے۔ یہ اسم اعظم ہے اور دنیا کا تختہ پلٹ سکتی ہے۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور ضرور ہے کہ پہلے ابتہال اور اضطراب کی حالت پیدا ہو"۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

"دعا کے لئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہو گئی۔ یہ اسم اعظم ہے۔ اس کے سامنے کوئی انہونی چیز نہیں ہے۔ ایک خبیث کے لئے جب دعا کے ایسے اسباب میسر آجائیں تو یقیناً وہ صالح ہو جاوے"۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

"دعا عمدہ شے ہے۔ اگر توفیق ہو تو ذریعہ مغفرت کا ہو جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ مہربان ہو جاتا ہے۔ دعا کے نہ کرنے سے اول زنگ دل پر چڑھتا ہے، پھر قساوت پیدا ہوتی ہے، پھر خدا سے اجنبیت، پھر عداوت، پھر نتیجہ سلبِ ایمان ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۲۸)

پھر فرماتے ہیں: "دعا میں بعض دفعہ قبولیت نہیں پائی جاتی تو ایسے وقت میں اس طرح سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے کہ ایک شخص بزرگ سے دعا منگوائیں اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ اس مردِ بزرگ کی دعاؤں کو سنے"۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۸۲)

"اللہ جلشانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاوزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی وطہارت کی چادر پہنا دیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)